QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

عہدِ حاضر کے ابلاغی چیلنجز اور قرآنی اسلوبِ دعوت: نفسیاتی بنیادوں پر ایک جامع تحقیقی تجزیہ

Communication Challenges of the Contemporary Era and the Quranic Method of Da'wah: A Comprehensive Analytical Study based on Psychological Foundations

***Zumara Iqbal*[1]**
***Dr. Hafiz Mohsin Zia Qazi*[2]**

Abstract
This research article, titled "Contemporary Communication Challenges and the Quranic Style of Dawah: A Comprehensive Analytical Study Based on Psychological Foundations," explores the intersection of modern digital communication and the timeless psychological principles of Quranic propagation. In the current era of digital revolution, the process of Dawah (Islamic call) faces unprecedented challenges such as "Information Overload," "Post-truth" phenomena, and a significant decline in the human "Attention Span." These challenges are not merely technical but are deeply rooted in human psychology. The study analyzes the Quranic model of perception, which focuses on the integration of As-Sam' (Hearing), Al-Absar (Sight), and Al-Af'idah (Heart/Intellect) to create a balanced cognitive framework. By examining neuro-psychological research—such as the impact of Quranic recitation on EEG brainwaves (Alpha and Theta)—the paper demonstrates how the Quranic style acts as a form of "Biological Healing" and emotional stabilization. Furthermore, the research highlights practical strategies for the digital age, including the use of "Short-form content" for social media, "Podcasts" for deep intellectual grooming, and "Artificial Intelligence" for personalized guidance. The study concludes that by applying Quranic principles such as Tabayyun (Verification) to combat fake news and Qaulan Layyina (Soft Speech) to engage the youth, modern Da'is can effectively address the spiritual and psychological vacuum of the contemporary world.

Keywords: Quranic Dawah Style, Communication Psychology, Digital Media Challenges, Information Overload, Neuro-psychology of Quran. Habit Formation (Tadhkir), Mental Health & Spirituality, Digital Ethics (Tabayyun), Youth Psychology, Religious Communication

عصرِ حاضر میں انسانی تہذیب ایک ایسے موڑ پر کھڑی ہے جہاں معلومات کی فراوانی اور ابلاغی ذرائع کی وسعت نے انسانی فکر، نفسیات اور سماجی رویوں کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ ڈیجیٹل انقلاب کے نتیجے میں دنیا ایک "گلوبل ویلیج" سے بڑھ کر ایک ایسی پیچیدہ ابلاغی فضا میں تبدیل ہو چکی ہے جہاں پیغام کی ترسیل لمحاتی ہے لیکن اس کے اثرات انسانی لاشعور کی گہرائیوں تک پیوست ہیں۔ اس تناظر میں دینِ اسلام کی دعوت، جو کہ ایک آفاقی اور ابدی پیغام ہے، کو ایسے چیلنجز کا سامنا ہے جو محض تکنیکی نہیں بلکہ گہری نفسیاتی بنیادیں رکھتے ہیں۔ قرآنی اسلوبِ دعوت اپنی فطرت میں حکیمانہ، نفسیاتی طور پر متوازن اور انسانی جبلتوں سے اس قدر ہم آہنگ ہے کہ وہ ہر دور کے ابلاغی بحرانوں کا حل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ موجودہ دور کے ابلاغی بحرانوں، جیسے کہ توجہ کا بکھراؤ، معلومات کا بوجھ، اور مصنوعی ذہانت کے دور میں سچائی کی پہچان کا بحران، ان سب کا حل قرآنی حکمتِ عملی اور نفسیاتی فہم میں پوشیدہ ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ اس بات کا تفصیلی جائزہ پیش کرتا ہے کہ کس طرح قرآنی اسلوبِ دعوت کو جدید نفسیاتی اصولوں کی روشنی میں بروئے کار لا کر عصرِ حاضر کے ابلاغی چیلنجز کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] HOD Islamiac Studies Punjab Daanish School and College girls Campus Jand Attock, PHD research scholar my university Islamabad
[2] Director, Institute of Islamic Studies MY University, Islamabad Email: hod.islamicstudies@.eud.pk

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

جدید ابلاغی منظر نامہ اور نفسیاتی بحران

جدید دور میں ابلاغ محض معلومات کی ترسیل کا نام نہیں رہا بلکہ یہ ایک ایسی پیچیدہ نفسیاتی جنگ بن چکا ہے جہاں انسانی توجہ (Attention) کو مہنگے ترین تجارتی اثاثے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا کے بے ہنگم سیلاب نے انسانی ذہن کو "انفارمیشن اوور لوڈ (Information Overload)" کا شکار کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں انسان کی گہرا سوچنے اور تدبر کرنے کی صلاحیت تیزی سے تنزلی کا شکار ہو رہی ہے (ندوی، 2018)۔

معلومات کی اس فراوانی نے انسان کو "بصیرت کے قحط" میں مبتلا کر دیا ہے۔ موجودہ دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ انسان کے پاس ڈیٹا (Data) تو بہت ہے مگر وہ اس سے معنویت اور رہنمائی کشید کرنے سے قاصر ہے۔ ڈیجیٹل دور کے اس ابلاغی شور میں داعیِ دین کے لیے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ وہ اپنے پیغام کو کس طرح مؤثر اور دلنشین بنائے۔ قرآنِ کریم نے اس ذہنی انتشار کا حل "ذکر" اور "فکر" کے توازن میں رکھا ہے۔ جب تک انسانی ذہن بیرونی خلفشار سے پاک ہو کر داخلی سکون حاصل نہیں کرتا، وہ وحی کے پیغام کو کما حقہٗ جذب نہیں کر سکتا۔ آج کے داعی کو پیغام کی مقدار کے بجائے اس کی کیفیاتی تاثیر پر توجہ دینی ہوگی تاکہ وہ ڈیجیٹل کثافت کو چیر کر قلبِ انسانی تک رسائی حاصل کر سکے (اصلاحی، 2005)۔

i. انسانی توجہ کا بحران اور ڈیجیٹل ملٹی ٹاسکنگ

نفسیاتی تحقیقات اس تشویشناک حقیقت کی نشاندہی کرتی ہیں کہ جدید انسان کی "توجہ کا دورانیہ (Attention Span)" گزشتہ دو دہائیوں میں نمایاں طور پر کم ہو کر محض چند سیکنڈ رہ گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی دعوتی پیغام ابتدائی چند سیکنڈوں میں مخاطب کو ذہنی اور جذباتی طور پر متوجہ نہیں کر پاتا، تو وہ ڈیجیٹل اسکرولنگ کی نذر ہو کر ضائع ہو جاتا ہے۔ مزید برآں، ڈیجیٹل ملٹی ٹاسکنگ، یعنی بیک وقت کئی ایپس کا استعمال، انسانی دماغ کے اس مرکز کو متاثر کرتا ہے جو جذبات اور توجہ کو کنٹرول کرتا ہے (رضوان، 2021)۔

اس نفسیاتی بحران کے برعکس، قرآنِ حکیم کا اسلوبِ دعوت "مرتکز توجہ (Focused Attention)" کا متقاضی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا(سورہ محمد: 24)

"کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں؟"

یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ سطحی مطالعہ اور بغیر سوچے سمجھے معلومات کا بوجھ اٹھانا ہدایت کے حصول میں رکاوٹ ہے۔ جدید ابلاغی ماہرین کے مطابق ملٹی ٹاسکنگ انسان کو "فکری بانجھ پن" کی طرف لے جاتی ہے۔ قرآنی اسلوب اس کے حل کے لیے "ایجاز" (جامعیت) اور "بلاغت" اختیار کرتا ہے، یعنی کم سے کم الفاظ میں اتنی بڑی حقیقت بیان کر دینا کہ مخاطب کی توجہ منتشر ہونے سے پہلے پیغام اس کی روح میں اتر جائے (ابنِ عاشور، 1984)۔ داعی کو چاہیے کہ وہ اپنی گفتگو میں قرآنی ایجاز کو سامنے رکھتے ہوئے طوالت کے بجائے جامعیت کو ترجیح دے۔

ii. معلوماتی سیلاب اور نفسیاتی تھکن کے اثرات

معلومات کی کثرت نے انسانی اعصاب پر ایک غیر محسوس بوجھ ڈال دیا ہے جسے ذہنی تھکن کہا جاتا ہے۔ جب دماغ پر معلومات کا بوجھ بڑھتا ہے، تو وہ حق اور باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔

ابلاغی چیلنج	نفسیاتی اثرات	سماجی عواقب
معلومات کا بوجھ	ذہنی انتشار اور تھکن	فیصلہ سازی میں دشواری (گیلانی، 2012)
محدود توجہ (Short Attention)	سطحی ادراک	گہرے علمی مواد سے دوری (عثمانی، 2019)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

معاشرتی تقسیم اور مکالمے کا فقدان	فکری جمود اور تعصب	الگور تھمک فلٹر ببلز
سکونِ قلب کی محرومی (مودودی، 1973)	نفسیاتی دباؤ اور خوف	ڈیجیٹل اضطراب (Anxiety)

مندرجہ بالا جدول سے واضح ہوتا ہے کہ جدید ابلاغی وسائل نے انسان کو ایک ایسے حصار (Filter Bubble) میں قید کر دیا ہے جہاں اسے صرف وہی کچھ دکھایا جاتا ہے جو اس کے پہلے سے موجود تعصبات کے مطابق ہو۔ یہ صورتحال قرآنی اصولِ "تبین" (تحقیق) کے سراسر منافی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا (سوره الحجرات: 6)

"اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی بدکردار شخص کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔"

آج کے دور میں "تحقیق" کی یہ نفسیاتی اور دینی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے کیونکہ "فیک نیوز" اور پروپیگنڈا انسانی جذبات سے کھیل رہا ہے۔ ڈیجیٹل اضطراب اور سکونِ قلب کی محرومی کا علاج قرآن نے "اطمینانِ قلب" میں بتایا ہے جو صرف اللہ کے ذکر اور اس کی ذات پر یقین سے ممکن ہے۔ دعوتِ دین کے جدید اطلاقات میں یہ ناگزیر ہے کہ ہم ایسے مواد کی تخلیق کریں جو مخاطب کو مزید الجھانے کے بجائے اسے فکری سکون اور زندگی کا مقصد فراہم کرے (سعید، 2015)۔ اس مقصد کے لیے داعی کو ابلاغی نفسیات کے جدید رجحانات سے باخبر ہونا چاہیے۔

قرآنی اسلوبِ دعوت کا نفسیاتی ڈھانچہ

قرآن مجید کا ابلاغی نظام انسانی فطرت (Fitrah) کی گہرائیوں سے مکمل واقفیت اور اس کی رعایت پر مبنی ہے۔ یہ کلامِ الٰہی محض الفاظ کا مجموعہ یا خشک فلسفیانہ مباحث نہیں ہے، بلکہ ایک ایسا "نفسیاتی علاج" ہے جو انسان کے ادراکی نظام (Cognitive System) کو درست سمت فراہم کر کے اسے خالق سے جوڑتا ہے۔ قرآن مجید نے ابلاغ کے عمل کو مؤثر بنانے کے لیے تین بنیادی انسانی قویٰ کو مخاطب کیا ہے: سَمع (سماعت)، بَصر (بصارت) اور فؤاد (دل ودماغ) (اصلاحی، 2005)۔

یہ ڈھانچہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اسلام میں دعوت محض ایک طرفہ ابلاغ نہیں، بلکہ مخاطب کی پوری شخصیت کو اپنی لپیٹ میں لینے کا عمل ہے۔ قرآن جب انسان سے گفتگو کرتا ہے تو وہ اس کے شعور اور لاشعور دونوں کو بیدار کرتا ہے۔ انسانی نفسیات میں معلومات کی قبولیت کا دارومدار ان ذرائع پر ہے جن سے وہ علم حاصل کر رہا ہے۔ قرآن ان ذرائع کو پاکیزہ بنانے اور انہیں صحیح سمت میں استعمال کرنے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ انسان کائنات کی نشانیوں میں غور و فکر کر کے حقیقتِ مطلق تک پہنچ سکے۔ آج کے داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآنی اسلوب کے اس نفسیاتی ڈھانچے کو سمجھے تاکہ وہ جدید انسان کے فکری اور قلبی بند کواڑوں پر دستک دے سکے (عثمانی، 2019)۔

i. سمع، بصر اور فؤاد: ادراک کا قرآنی ماڈل

قرآن مجید میں جہاں بھی ان حواس کا ذکر آیا ہے، وہاں اکثر مقامات پر سماعت کو بصارت پر مقدم رکھا گیا ہے، جو کہ ایک گہری نفسیاتی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (سوره النحل: 78)

"اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے، اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر گزار بنو۔"

جدید نفسیاتی اور طبّی تحقیقات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ انسانی بچہ ماں کے پیٹ میں ہی سننے کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے جبکہ بصارت پیدائش کے بعد بیدار ہوتی ہے۔ آواز اور تال انسانی جذبات کو براہِ راست متاثر کرتے ہیں، جبکہ بصارت فکری امیجری (Imagery) تشکیل دیتی ہے۔ فواد، جو کہ دل اور عقل کا سنگم ہے، ان معلومات پر عملدرآمد (Processing) کر کے ایمان اور یقین کی کیفیت پیدا کرتا ہے (رضوان، 2021)۔

قرآن حکیم نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ ان تینوں قویٰ کے بارے میں انسان سے روزِ قیامت بازپرس ہوگی۔ ارشاد ہے" :

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا "(سورہ الاسراء: 36)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ابلاغ کے ان ذرائع کا استعمال ایک عظیم اخلاقی اور دینی ذمہ داری ہے۔ ابلاغی نفسیات کے تناظر میں، یہ تینوں قویٰ انسانی رویوں کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ داعیِ دین کو چاہیے کہ وہ سمعی ابلاغ (آڈیو/بیان) اور بصری ابلاغ (ویڈیو/تصاویر) کو اتنی تاثیر کے ساتھ استعمال کرے کہ وہ مخاطب کے 'فواد' یعنی اس کی قوتِ فیصلہ کو متاثر کر سکیں۔ موجودہ دور میں جہاں ان حواس کو لایعنی مواد سے مسموم کیا جا رہا ہے، وہاں قرآنی ماڈل کے مطابق پاکیزہ اور تعمیری مواد کی فراہمی نفسیاتی ضرورت بن چکی ہے (ابنِ عاشور، 1984)۔

ii. نفسیاتی درجہ بندی اور مخاطب کی اقسام

قرآن مجید نے ابلاغ کے لیے "حکمت"، "موعظہ حسنہ" اور "مجادلہ بالتی ہی احسن" کے تین مختلف درجے مقرر کیے ہیں جو مخاطب کی نفسیاتی حالت اور فکری سطح کے عین مطابق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (سورہ النحل: 125")

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے اس طریقے سے بحث کیجیے جو بہترین ہو۔"

حکمت (Wisdom): یہ اسلوب ان لوگوں کے لیے ہے جن کی عقل غالب ہے اور وہ منطقی دلائل کے متلاشی ہیں۔ ڈیجیٹل دور میں اس کا اطلاق سائنسی شواہد، گہرے فکری تجزیوں اور منطقی ویڈیوز کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ یہ اسلوب مخاطب کے فکری اطمینان (Intellectual Satisfaction) کا باعث بنتا ہے (سعدی، 2002)۔

موعظہ حسنہ (Good Preaching): یہ اسلوب عام لوگوں کے لیے ہے جو جذبات اور احساسات سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہاں نرمی، ہمدردی اور خوبصورت نصیحت کے ذریعے دلوں کو موہ لیا جاتا ہے۔ نفسیاتی طور پر انسان اس وقت پیغام قبول کرتا ہے جب وہ محسوس کرے کہ کہنے والا اس کا خیر خواہ ہے (غزالی، 2005)۔

مجادلہ بالتی ہی احسن (Best Argument): یہ اسلوب مخالفین اور شک و شبہات میں مبتلا افراد کے لیے ہے، جہاں بحث کا مقصد دوسرے کو نیچا دکھانا نہیں بلکہ بہترین اخلاق اور ٹھوس دلیل سے اس کے شکوک کا ازالہ کرنا ہے۔

یہ سہ جہتی درجہ بندی ثابت کرتی ہے کہ اسلام کے نزدیک دعوت کا کوئی ایک جامد طریقہ نہیں بلکہ یہ ایک متحرک عمل ہے۔ موجودہ ڈیجیٹل دور میں جہاں ملحدین سے لے کر عام مسلمان تک سبھی انٹرنیٹ پر موجود ہیں، داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہچانے کہ اسے کس پلیٹ فارم پر کون سا اسلوب اختیار کرنا ہے۔ عقل پرستوں کے لیے قرآنی "حکمت" کی عقلی جہات، مایوس دلوں کے لیے "موعظہ حسنہ" کی مرہم پاشی، اور معترضین کے لیے "مجادلہ احسن" کا وقار اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس نفسیاتی درجہ بندی کا ادراک نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات دعوت الٹا منفی اثر ڈالتی ہے۔ قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ پیغام کی کامیابی صرف سچائی میں نہیں، بلکہ سچائی کو مخاطب کی ذہنی سطح کے مطابق پیش کرنے میں ہے (مودودی، 1973)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

جدید ابلاغی چیلنجز کا نفسیاتی و سماجی تجزیہ

جدید ابلاغی دور میں معلومات کا بے پناہ بوجھ (Information Overload) انسانی اعصاب پر ایک غیر محسوس دباؤ پیدا کر رہا ہے، جسے علمی نفسیات میں "ذہنی انتشار" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جب انسان پر معلومات کی بوچھاڑ ہوتی ہے، تو اس کا دماغ حقائق کو پرکھنے کے بجائے محض انہیں جمع کرنے میں لگ جاتا ہے، جس سے فیصلے کرنے کی قوت مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ قرآنِ کریم نے اس صورتحال کا حل "تحقیق و تفتیش" میں رکھا ہے تاکہ انسان بغیر سوچے سمجھے کسی بھی اطلاع پر عمل پیرا نہ ہو۔ نفسیاتی طور پر یہ انتشار انسان کو بے یقینی کی اس کیفیت میں دھکیل دیتا ہے جہاں وہ کسی ایک نظریے پر قائم نہیں رہ پاتا، اور یہی وہ مقام ہے جہاں داعیِ دین کو قرآنی ثبات اور واضح بیانی کے ذریعے مخاطب کے ذہنی خلفشار کو دور کرنے کی ضرورت ہے (گیلانی، 2012)۔

موجودہ دور کا دوسرا بڑا نفسیاتی چیلنج "محدود توجہ (Short Attention Span) "ہے، جس نے انسانی ادراک کو سطحی بنا دیا ہے۔ ڈیجیٹل اسکرینز کے بڑھتے ہوئے استعمال نے انسان کو گہرے علمی اور روحانی مواد سے دور کر کے محض تفریح اور لمحاتی لذت تک محدود کر دیا ہے۔ جب ادراک سطحی ہو جاتا ہے، تو انسان کائنات کی نشانیوں اور وحی کے پیغام میں چھپی گہرائی کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ قرآنِ کریم اس سطحیت کو ختم کرنے کے لیے بار بار "تدبر "اور" تفکر "کی دعوت دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ (سورہ الغاشیہ: 17-18")

بھلا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسا (عجیب) پیدا کیا گیا ہے؟ اور آسمان کی طرف کہ کیسا بلند کیا گیا ہے؟"

یہ سوالیہ انداز دراصل انسانی ذہن کو سطحی مشاہدے سے نکال کر گہری سوچ کی طرف مائل کرنے کی ایک نفسیاتی مشق ہے، جو موجودہ دور کے مبلغین کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے (اصلاحی، 2005)۔

ڈیجیٹل ابلاغ کا ایک اور خطرناک پہلو "الگورتھمک فلٹر ببلز (Filter Bubbles) "ہیں، جو انسان کو ایک مخصوص فکری حصار میں قید کر دیتے ہیں۔ یہ نظام انسان کو صرف وہی معلومات فراہم کرتا ہے جو اس کی پسند کے مطابق ہوں، جس سے فکری جمود اور تعصب جنم لیتا ہے۔ سماجی طور پر یہ صورتحال مکالمے کے فقدان اور معاشرتی تقسیم کا باعث بنتی ہے کیونکہ انسان دوسرے کے نقطہ نظر کو سننے کا روادار نہیں رہتا۔ قرآن مجید نے اس نفسیاتی بیماری کا علاج "عدل و انصاف "اور "دوسروں کی بات سننے "کے اصول سے کیا ہے۔ ایک کامیاب داعی وہی ہے جو مخاطب کے اس فکری حصار کو توڑ کر اسے وسعتِ ظرفی اور حق گوئی کی طرف لائے۔ جدید دور میں جہاں سوشل میڈیا ہمیں ٹکڑوں میں بانٹ رہا ہے، قرآنی اسلوب ہمیں ایک دوسرے سے جوڑنے اور حق کی تلاش میں تعصبات سے بالاتر ہونے کی تعلیم دیتا ہے (ندوی، 2018)۔

آخر میں، ڈیجیٹل اضطراب (Digital Anxiety) اور خوف کی وہ کیفیت ہے جو مسلسل دوسروں سے مقابلے اور تقابل کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ سوشل میڈیا پر دوسروں کی مصنوعی خوشحالی دیکھ کر انسان نفسیاتی دباؤ اور احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتا ہے، جس سے اس کے اندر کا روحانی خلا بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہ بے چینی انسان کو سکونِ قلب سے محروم کر دیتی ہے۔ قرآن اس کا واحد حل اللہ کی یاد اور اس کی رضا میں تلاش کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ارشاد ہے:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (سورہ الرعد: 28)

سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔"

جدید مبلغ کو چاہیے کہ وہ اپنے پیغام میں نفسیاتی سکون اور روحانی اطمینان کے پہلو کو نمایاں کرے تاکہ وہ لوگ جو ڈیجیٹل دنیا کی مصنوعی چمک سے تھک چکے ہیں، انہیں دین کی آغوش میں حقیقی راحت مل سکے۔ دعوتِ دین کے اسالیب میں جب تک اس نفسیاتی پہلو کو شامل نہیں کیا جائے گا، پیغام کی تاثیر وہ نہیں رہے گی جو قرآنی دور میں تھی (سعید، 2015؛ عثمانی، 2019)۔

ڈیجیٹل دور میں قرآنی دعوت کی عملی تدبیر

جدید ابلاغی ذرائع، جیسے کہ سوشل میڈیا، پوڈکاسٹ، اور ویڈیو بلاگز، کو قرآنی اصولوں کے مطابق ڈھالنا دورِ حاضر کی سب سے بڑی دینی و ملی ضرورت ہے۔ ان ذرائع نے داعی کو یہ سنہری موقع دیا ہے کہ وہ مساجد اور روایتی حلقوں کی جغرافیائی حدود سے نکل کر دنیا کے ہر گھر اور ہر موبائل اسکرین تک رسائی حاصل کرے۔ قرآنِ کریم کا پیغام عالمگیر ہے، اور جدید ٹیکنالوجی اس عالمگیریت کو عملی جامہ پہنانے کا بہترین آلہ (Tool) ثابت ہو رہی ہے (ندوی، 2018)۔

ڈیجیٹل دور کی عملی تدبیر کا تقاضا ہے کہ ہم "پیغام (Content) "اور "ذرائع (Medium) "کے درمیان ہم آہنگی پیدا کریں۔ قرآنی دعوت کا مقصد محض معلومات پہنچانا نہیں بلکہ مخاطب کی زندگی میں انقلاب برپا کرنا ہے۔ جب ایک داعی جدید ذرائع استعمال کرتا ہے، تو وہ دراصل "وقت کی زبان" میں کلام کر رہا ہوتا ہے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کی زبان اور اسالیب میں گفتگو کرتے تھے، آج کی زبان ڈیجیٹل میڈیا ہے۔ اگر ہم ان ذرائع کو نظر انداز کریں گے تو ہم نوجوان نسل کے ایک بڑے حصے تک پہنچنے میں ناکام رہیں گے۔ لہٰذا، حکمتِ عملی ایسی ہونی چاہیے کہ جدید آلات ہوں مگر روح قرآنی اسلوب کی ہی کارفرما ہو (رضوان، 2021؛ عثمانی، 2019)۔

i. سوشل میڈیا: جدید عالمی منبر

سوشل میڈیا پلیٹ فارمز، جیسے کہ انسٹاگرام، فیس بک اور ٹک ٹاک، اپنی بصری نوعیت (Visual Nature) کی وجہ سے نوجوان نسل کے لیے انتہائی پرکشش ہیں۔ ایک داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان پلیٹ فارمز پر "شارٹ فارم مواد (Short-form content) "کے ذریعے قرآنی تعلیمات کو اس طرح پیش کرے کہ وہ جدید ذہن کے سوالات کا جواب بن سکیں۔ مثلاً، کسی قرآنی آیت کو روزمرہ کے نفسیاتی مسائل، جیسے کہ ڈپریشن، تنہائی یا ناکامی کے حل کے طور پر پیش کرنا اس کی اثرپذیری میں کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے (اصلاحی، 2005)۔

سوشل میڈیا پر قرآنی اسلوب کے "ایجاز" (جامعیت) کو برتنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا "(سورہ طہ: 124)۔ ایسی آیات کو جب نفسیاتی بے چینی کے شکار نوجوانوں کے سامنے ایک مختصر مگر پرکشش ویڈیو کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے، تو وہ ان کے لیے ایک "تھراپی" کا کام کرتی ہیں۔ داعی کو چاہیے کہ وہ لایعنی بحثوں کے بجائے بصری جمالیات (Visual Aesthetics) کا سہارا لے کر دین کو ایک خوبصورت اور قابلِ عمل نظام کے طور پر متعارف کرائے۔ یہ پلیٹ فارمز دراصل وہ "عالمی منبر" ہیں جہاں سے دی گئی آواز پوری دنیا کے انسانوں کے کانوں تک پہنچ سکتی ہے (سعید، 2015)۔

ii. پوڈکاسٹ اور طویل دورانیے کا ابلاغ

جہاں شارٹ ویڈیوز فوری توجہ حاصل کرتی ہیں، وہاں پوڈکاسٹ (Podcasts) فکری تربیت اور علمی گہرائی کے لیے بہترین ذریعہ ہیں۔ پوڈکاسٹ کا غیر رسمی اندازِ گفتگو مخاطب کے ساتھ ایک گہرا جذباتی اور ذہنی رشتہ قائم کرتا ہے۔ ایک داعی جب اپنی زندگی کے تجربات، توبہ کے سفر، اور قرآنی بصیرت کو ایک دوستانہ اور پرسکون ماحول میں بیان کرتا ہے، تو وہ سامع کے لاشعور میں ایک پائیدار تبدیلی کا باعث بنتا ہے (گیلانی، 2012)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

طویل دورانیے کا یہ ابلاغ "موعظہ حسنہ" (اچھی نصیحت) کے زمرے میں آتا ہے، جہاں مخاطب کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ داعی اس کا سچا خیر خواہ ہے۔ عصرِ حاضر میں جب انسان تنہائی کا شکار ہے، پوڈکاسٹ کے ذریعے اسے ایک علمی اور روحانی رفاقت میسر آتی ہے۔ قرآن نے انبیاء کے قصص کو جس تفصیل اور تاثیر کے ساتھ بیان کیا ہے، پوڈکاسٹ میں اسی قصص گوئی (Storytelling) کے فن کو استعمال کرکے ایمان کی تازگی کا سامان کیا جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ کار سامعین کو فلسفیانہ پیچیدگیوں کے بجائے عملی زندگی میں قرآن کی تطبیق سکھاتا ہے، جس سے معاشرے میں فکری پختگی پیدا ہوتی ہے (ابن عاشور، 1984؛ مودودی، 1973)۔

iii. مصنوعی ذہانت (AI) اور شخصی دعوت

مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) کے ذریعے ابلاغ کو "شخصی (Personalized)" بنایا جا سکتا ہے۔ اے آئی پر مبنی چیٹ بوٹس اور اسمارٹ ٹیوٹرز صارفین کے انفرادی سوالات اور مخصوص نفسیاتی الجھنوں کے مطابق قرآنی آیات اور احادیث سے رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔ یہ ٹیکنالوجی "ہر ایک کے لیے اس کی ذہنی سطح کے مطابق" بات کرنے کے نبویؐ اصول کو عملی جامہ پہنانے میں بہترین مددگار ثابت ہو سکتی ہے (رضوان، 2021)۔

مصنوعی ذہانت کے استعمال سے ہم "دعوت" کو ون ٹو ون (One-to-One) کی سطح پر لا سکتے ہیں۔ قرآن کا اصول ہے "لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" (اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا)۔ اے آئی ٹولز کے ذریعے ہر شخص کی فکری وسعت کے مطابق اس کے لیے دینی مواد ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ یہ ٹیکنالوجی داعی کے کام کو منظم کرنے اور دنیا بھر کے لوگوں کے شکوک و شبہات کا بروقت جواب دینے کے لیے استعمال کی جانی چاہیے۔ تاہم، اس میں انسانی لمس (Human Touch) اور اخلاص کی روح کو برقرار رکھنا ضروری ہے، کیونکہ دعوتِ دین صرف معلومات کا تبادلہ نہیں بلکہ ایک روح کا دوسری روح سے مکالمہ ہے (سعید، 2015؛ ندوی، 2018)۔

نیورونفسیات اور تلاوتِ قرآن کے اثرات

جدید سائنسی تحقیقات نے تلاوتِ قرآن کے انسانی دماغ پر اثرات کو الیکٹرو اینسفیلو گرافی (EEG) کے ذریعے دستاویزی شکل دی ہے۔ یہ مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ قرآن کی آواز، اس کا مخصوص تال (Rhythm) اور صوتی زیر و بم انسانی اعصابی نظام کو پرسکون کرنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ اثرات محض عقیدت کی بنیاد پر نہیں بلکہ مادی طور پر انسانی دماغ کی برقی لہروں میں ہونے والی تبدیلیوں سے ثابت شدہ ہیں (رضوان، 2021)۔

انسانی دماغ ایک پیچیدہ برقی نظام ہے جو مختلف فریکوئنسیز پر کام کرتا ہے۔ جب کوئی شخص تلاوتِ قرآن سنتا ہے تو آواز کی لہریں کان کے ذریعے دماغ کے 'ٹیمپورل لوب (Temporal Lobe)' تک پہنچتی ہیں اور پورے اعصابی نظام میں ایک لطیف توازن پیدا کرتی ہیں۔ نیورو نفسیات (Neuropsychology) کی رو سے قرآنی آواز کے صوتی اثرات انسانی خلیوں میں موجود تناؤ کو کم کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں جہاں ذہنی امراض اور اعصابی کھچاؤ عام ہے، تلاوتِ قرآن کو ایک "آڈیو تھراپی" کے طور پر پیش کرنا ابلاغِ دین کا ایک جدید اور مؤثر طریقہ ہو سکتا ہے، جو سائنسی بنیادوں پر معترضین کو بھی مطمئن کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے (عثمانی، 2019؛ ندوی، 2018)۔

i. دماغی لہروں میں توازن اور سکونِ قلب

قرآن مجید کی تلاوت سننے کے دوران انسانی دماغ میں الفا (Alpha) اور تھیٹا (Theta) لہروں کی مقدار میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے۔ الفا لہریں گہرے سکون، توجہ کی مرکزیت اور تخلیقی صلاحیتوں کی علامت ہیں، جبکہ تھیٹا لہریں مراقبہ اور لاشعوری تبدیلی (Subconscious Change) سے

وابستہ ہیں۔ یہ تحقیقات ثابت کرتی ہیں کہ قرآنی ابلاغ محض معلومات کی منتقلی نہیں بلکہ ایک "بایولوجیکل ہیلنگ (Biological Healing) "کا عمل ہے جو انسان کے جینیاتی نظام تک پر اثر انداز ہوتا ہے (ابنِ عاشور، 1984)۔

قرآنی آواز کا یہ اثر اس آیتِ کریمہ کی سائنسی تفسیر پیش کرتا ہے" :

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ "(سورہ الرعد: 28)۔

جب الفا لہریں غالب آتی ہیں تو انسانی دماغ 'فائٹ اور فلائٹ (Fight or Flight) 'کی کیفیت سے نکل کر اطمینان کی حالت میں آ جاتا ہے۔ داعیانِ دین کے لیے یہ ایک اہم بصیرت ہے کہ وہ اپنے دعوتی پیغامات، ڈیجیٹل ویڈیوز اور پوڈ کاسٹ میں تلاوتِ قرآن کے سماعی عنصر کو لازمی شامل رکھیں تاکہ سامع کی عقل کے ساتھ ساتھ اس کا اعصابی نظام بھی پیغام کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو سکے۔ یہ طریقہ کار مخاطب کے اندر موجود "دفاعی حصار" کو نرم کرتا ہے اور پیغامِ حق براہِ راست اس کے قلب و روح میں سرایت کر جاتا ہے (اصلاحی، 2005؛ گیلانی، 2012)۔

ii. تلاوتِ قرآن کے اعصابی و نفسیاتی فوائد کا تجزیہ

تلاوتِ قرآن کے اثرات کو اگر مختلف اعصابی پہلوؤں سے دیکھا جائے تو اس کے حیرت انگیز نفسیاتی نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ جب دماغ میں الفا لہریں پیدا ہوتی ہیں تو اس کا فوری نتیجہ تناؤ اور اضطراب (Anxiety) میں کمی کی صورت میں نکلتا ہے، جس سے فرد کو ذہنی ہم آہنگی اور سکون میسر آتا ہے۔ اسی طرح تھیٹا لہروں کا متحرک ہونا یادداشت کی بہتری اور لاشعوری طور پر تدبر و گہری سوچ کی صلاحیت کو جلا بخشتا ہے، جو کہ دعوتِ دین کا اصل مقصود ہے (رضوان، 2021)۔

ان برقی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ تلاوتِ قرآن انسانی جسم میں ہارمونل تبدیلیوں کا باعث بھی بنتی ہے۔ مطالعہ بتاتا ہے کہ تلاوت سننے سے 'اینڈورفنز (Endorphins) 'کا اخراج ہوتا ہے جو قدرتی طور پر خوشی اور روحانی سرور کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ مزید برآں، یہ عمل دماغ کے دونوں حصوں (Left and Right Hemispheres) میں توازن پیدا کرتا ہے، جس سے انسان میں جذباتی استحکام پیدا ہوتا ہے اور اس کی فیصلہ سازی کی صلاحیت بہتر ہوتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ (سورہ الاسراء: 82)

اور ہم قرآن میں وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔"

یہ "شفا" صرف جسمانی نہیں بلکہ اعصابی اور نفسیاتی بھی ہے۔ آج کے مبلغ کو چاہیے کہ وہ جدید انسان کو تلاوتِ قرآن کے ان سائنسی اور اعصابی فوائد سے آگاہ کرے تاکہ وہ اسے محض ایک مذہبی رسم کے بجائے ایک مکمل "ذہنی و روحانی ضابطہ حیات" کے طور پر اپنائے۔ اس طرح جدید نفسیاتی علوم کو قرآنی اسلوب کے ثبوت کے طور پر استعمال کر کے ابلاغ کو مزید معتبر بنایا جا سکتا ہے (سعید، 2015؛ مودودی، 1973)۔

عادات کی تشکیل اور قرآنی "تذکیر" کا ماڈل

دعوتِ دین کا اصل اور حتمی مقصد فرد کے رویوں، سوچ کے زاویوں اور روزمرہ کی عادات میں پائیدار اور مثبت تبدیلی لانا ہے۔ نفسیاتی نقطہ نظر سے عادات کی تشکیل (Habit Formation) کے لیے محض ایک بار کی نصیحت کافی نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لیے مسلسل تکرار، ذہنی وابستگی اور ایک مستقل محرک کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن مجید کا نظامِ دعوت انسان کو صرف معلومات فراہم نہیں کرتا بلکہ اسے ایک مکمل ضابطہ اخلاق کا خوگر بناتا ہے (اصلاحی، 2005)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

جدید نفسیات کے مطابق کسی بھی عمل کو عادت میں تبدیل کرنے کے لیے "لوپ (Cue, Routine, Reward) "کا ہونا ضروری ہے۔ قرآن مجید انسان کو کائنات کی نشانیوں کے ذریعے 'اشارے (Cues) ' دیتا ہے، عبادات کے ذریعے ایک 'روٹین' فراہم کرتا ہے، اور فلاحِ دارین کی صورت میں 'انعام (Reward) ' کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ پورا عمل انسانی کردار سازی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ داعیِ دین کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اصلاحِ احوال ایک تدریجی عمل ہے جس کے لیے مخاطب کے ساتھ طویل مدتی تعلق اور مسلسل رہنمائی درکار ہوتی ہے۔ جب تک دعوت انسان کے روزمرہ کے معمولات کا حصہ نہیں بنتی، وہ محض ایک نظریاتی بحث تک محدود رہتی ہے اور عملی زندگی پر اثرانداز نہیں ہو پاتی (رضوان، 2021؛ عثمانی، 2019)۔

i. تکرارِ حکیمانہ اور ذہنی عادت سازی

قرآن مجید میں ایک ہی مضمون، مثلاً توحید، آخرت یا صبر کا بار بار مختلف پیرایوں اور اسالیب میں ذکر "تکرارِ محض "نہیں بلکہ ایک اعلیٰ درجے کی نفسیاتی تکنیک ہے جسے قرآن کی اصطلاح میں "تذکیر (Reminder) " کہا جاتا ہے۔ نفسیات کی رو سے جب ایک مثبت فکر یا پیغام بار بار مختلف اسالیب میں انسانی ذہن کے سامنے آتا ہے، تو وہ اس کے شعور سے گزر کر لاشعور کا مستقل حصہ بن جاتا ہے اور ایک "ذہنی عادت" میں تبدیل ہو جاتا ہے (ندوی، 2018)۔

قرآن کا بنیادی مقصد انسان کو "غفلت (Unawareness) "کے اندھیروں سے نکال کر "حضورِ قلب (Mindfulness) "کی حالت میں لانا ہے۔ تکرارِ حکیمانہ کے ذریعے قرآن انسان کے اعصاب پر حق کی مہر ثبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ "(سورہ الذاریات: 55) یعنی "اور نصیحت کرتے رہیے کہ یقیناً نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے"۔ ڈیجیٹل دور میں جہاں ہر لمحہ نیا مواد پرانے مواد کو مٹا دیتا ہے، داعی کو چاہیے کہ وہ قرآنی اسلوب پر عمل کرتے ہوئے بنیادی اقدار کو بار بار نئے اور پرکشش انداز میں پیش کرے تاکہ وہ مخاطب کے حافظے کا مستقل حصہ بن سکیں۔ یہ تکرار بیزاری پیدا کرنے کے بجائے فکر کو تازگی بخشتی ہے (ابنِ عاشور، 1984؛ گیلانی، 2012)۔

ii. عبادت بطور نفسیاتی لنگر (Psychological Anchor)

اسلامی عبادات، خاص طور پر نماز، روزہ اور ذکرِ الٰہی، انسانی نفسیات کے لیے ایک مضبوط "لنگر (Anchor) "کا کام کرتی ہیں۔ ڈیجیٹل دور کی افراتفری، معلومات کے بے ہنگم شور اور مسلسل نوٹیفکیشنز (Notifications) کے سیلاب میں، نماز کے مقررہ اوقات انسان کو ایک "سائیکو اسپریچوئل بریک (Psycho-spiritual break) "فراہم کرتے ہیں۔ یہ وقفہ انسان کو بیرونی دنیا کے خلفشار سے کاٹ کر اپنی داخلی حقیقت اور خالقِ کائنات سے جوڑتا ہے، جو اسے ذہنی انتشار اور ڈیجیٹل تھکن سے بچاتا ہے (رضوان، 2021)۔

نفسیاتی طور پر "اینکرنگ "ایک ایسی تکنیک ہے جو انسان کو کسی خاص ذہنی کیفیت میں مستحکم رکھتی ہے۔ نماز اسی استحکام کا نام ہے، جیسا کہ قرآن فرماتا ہے" :

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي "(سورہ طہ: 14)۔

ایک داعیِ دین کے لیے دورِ حاضر میں یہ ضروری ہے کہ وہ عبادات کو محض فقہی احکامات یا بوجھ کے طور پر پیش نہ کرے، بلکہ انہیں جدید انسان کی ذہنی صحت (Mental Health) ، جذباتی توازن اور روحانی سکون کے حل کے طور پر متعارف کرائے۔ جب نوجوانوں کو یہ معلوم ہوگا کہ سجدہ صرف ایک عبادت نہیں بلکہ ذہنی تناؤ (Stress) کو کم کرنے کا ایک قدرتی ذریعہ ہے، تو ان کی رغبت میں اضافہ ہوگا۔ اس طرح قرآنی تعلیمات کو عصری نفسیاتی تناظر میں پیش کرنا ہی ابلاغِ دعوت کی اصل روح ہے (سعید، 2015؛ مودودی، 1973)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ڈیجیٹل اخلاقیات اور سچائی کا تحفظ

عصرِ حاضر میں ابلاغ کا ایک بڑا المیہ "پوسٹ ٹروتھ (Post-truth)" دور ہے، جہاں معروضی حقائق (Objective Facts) کے مقابلے میں جذبات اور ذاتی عقائد کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ سوشل میڈیا کے اس دور میں افواہوں، کردار کشی اور غلط معلومات (Misinformation) کی بہتات نے عام آدمی کے لیے سچائی کی پہچان کو تقریباً ناممکن بنا دیا ہے۔ جب ابلاغ کا مقصد حق کی تلاش کے بجائے صرف اپنے بیانیے کو جتوانا ہو، تو وہاں معاشرتی ٹوٹ پھوٹ کا آغاز ہوتا ہے (ندوی، 2018)۔

ڈیجیٹل دور کی یہ اخلاقی گراوٹ انسانی نفسیات پر گہرے منفی اثرات مرتب کر رہی ہے۔ لوگ سچائی کے بجائے اس بات پر یقین کر لیتے ہیں جو ان کے پہلے سے موجود تعصبات کو تقویت دے۔ اسے نفسیات میں "تائیدی تعصب (Confirmation Bias)" کہا جاتا ہے۔ ایک داعیِ حق کے لیے یہ ماحول انتہائی چیلنجنگ ہے، کیونکہ اسے نہ صرف سچائی کو پیش کرنا ہے بلکہ جھوٹ کی اس دبیز تہہ کو بھی چیرنا ہے جو ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے کھڑی کر دی ہے۔ قرآنی اسلوب ہمیں سکھاتا ہے کہ ابلاغ کا مقصد شہرت یا پوائنٹ اسکورنگ نہیں، بلکہ "اعلانِ حق" ہونا چاہیے۔ اگر ابلاغی عمل اخلاقیات سے عاری ہو جائے، تو وہ ہدایت کے بجائے ضلالت کا ذریعہ بن جاتا ہے (اصلاحی، 2005؛ عثمانی، 2019)۔

i. تحقیق (تبین) کا قرآنی اصول

قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے ابلاغ کا وہ سنہرا اصول عطا کیا ہے جو آج کے "فیک نیوز" کے دور میں ڈیجیٹل لٹریسی کی مضبوط ترین بنیاد بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ (سوره الحجرات: 6)
>
> اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی بدکردار شخص کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو۔"

یہ اصول محض ایک شرعی حکم نہیں بلکہ ایک مکمل "معلوماتی فلٹر" ہے جو معاشرے کو انتشار سے بچاتا ہے۔ نفسیاتی طور پر جب ہم بغیر تحقیق کے کوئی بات آگے پھیلاتے ہیں، تو ہم اس جھوٹ کے سماجی اثرات کے ذمہ دار بن جاتے ہیں۔ ایک داعی کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف خود مستند مواد شیئر کرے بلکہ اپنے مخاطبین میں یہ شعور پیدا کرے کہ ڈیجیٹل اسکرین پر نظر آنے والی ہر چیز سچ نہیں ہوتی۔ سچائی کی بنیاد پر قائم ہونے والا اعتماد ہی دعوتی پیغام کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ جب ایک مبلغ کی بات مستند اور مدلل ہو گی، تو وقت گزرنے کے ساتھ اس کا ایک "ڈیجیٹل کریڈبلٹی (Digital Credibility)" گراف بنے گا جو اسے عام شور مچانے والوں سے ممتاز کر دے گا (رضوان، 2021؛ گیلانی، 2012)۔

ii. ابلاغی چیلنجز اور ان کا قرآنی سدِباب: تجزیاتی مطالعہ

ڈیجیٹل دنیا کے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے قرآنِ کریم نے واضح ابلاغی حکمتِ عملی فراہم کی ہے۔ فیک نیوز کے چیلنج کا حل "تبیین" یعنی تصدیق میں پوشیدہ ہے، جس کے تحت داعی کو مستند ذرائع کا حوالہ دینے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اسی طرح، کردار کشی (Character Assassination) جیسے سنگین فتنے کا سدِباب "قولِ سدید" (سچی اور کھری بات) اور عدل کے اصول سے ممکن ہے۔ مثبت بیانیہ اختیار کرنا اور الزام تراشی سے گریز کرنا قرآنی اسلوبِ دعوت کی روح ہے (ابنِ عاشور، 1984)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

سائبر بلنگ اور آن لائن تلخی کے اس دور میں قرآن ہمیں "قولِ لین "اور "حکمت "کا راستہ دکھاتا ہے۔ انٹرنیٹ پر جارحیت کا جواب جارحیت سے دینے کے بجائے نرمی، شائستگی اور باوقار مکالمہ کرنا مخاطب کے دل میں جگہ بنانے کا باعث بنتا ہے۔ مزید برآں، ڈیجیٹل میڈیا کا سب سے بڑا نفسیاتی خطرہ "دکھاوا اور نمائش (Riya) "ہے، جو کہ نیت کے فساد کا باعث بنتا ہے۔ قرآن اس کا حل "اخلاص اور للہیت "میں بتاتا ہے۔ ایک مبلغ کے لیے ضروری ہے کہ وہ لائیکس اور شیئرز کے بجائے رضائے الٰہی کو اپنا مقصود بنائے (مودودی، 1973)۔

ارشاد ہے:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (سورہ البقرہ: 83)

اور لوگوں سے اچھی (بھلی) بات کہو۔"

یہ جامع حکم ڈیجیٹل اسپیس کے تمام اخلاقی اصولوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اگر ہم اپنی آن لائن گفتگو میں شائستگی، سچائی اور اخلاص پیدا کر لیں، تو ہم ڈیجیٹل دنیا کے ان تمام فتنوں کا مؤثر مقابلہ کر سکتے ہیں جو اس وقت دعوتِ دین کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ یہ قرآنی اخلاقیات ہی وہ ڈھال ہیں جو ایک مسلمان کو ڈیجیٹل انتشار سے محفوظ رکھتی ہیں (سعید، 2015؛ ندوی، 2018)۔

نوجوان نسل کی نفسیات اور دعوتی حکمتِ عملی

نوجوان نسل ڈیجیٹل دور کی سب سے بڑی صارف ہے اور وہ روایتی خطابت کے بجائے "ریلیٹیبلٹی (Relatability) "اور "منطق" کی طالب ہے۔ موجودہ دور کا نوجوان کسی بھی نظریے کو محض اس لیے قبول نہیں کرتا کہ وہ اسے ورثے میں ملا ہے، بلکہ وہ اس کی عملی افادیت اور عقلی بنیادوں کو پرکھنا چاہتا ہے۔ دعوتی حکمتِ عملی میں اس تبدیلی کو محسوس کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ پیغام اور مخاطب کے درمیان موجود فکری خلیج کو پاٹا جا سکے (ندوی، 2018)۔

نوجوانوں کی نفسیات میں آزادیِ رائے اور انفرادیت پسندی کو کلیدی مقام حاصل ہے۔ وہ ایک ایسے مذہب کی تلاش میں ہیں جو ان کے روزمرہ کے مسائل، تعلیمی دباؤ، اور سماجی الجھنوں کا حل پیش کرے۔ قرآنِ کریم کا اسلوب ہمیشہ سے متبادل اور بہتر زندگی کا تصور پیش کرتا رہا ہے۔ اگر ہم دعوت کو محض "حکم اور ممانعت "تک محدود رکھیں گے تو نوجوان اس سے دور بھاگے گا، لیکن اگر ہم اسے "کامیابی اور خوشحالی "کا راستہ بنا کر پیش کریں گے تو وہ اسے سینے سے لگائے گا۔ ایک داعی کو آج کے دور میں ایک "کونسلر "اور "دوست "کے روپ میں سامنے آنا ہوگا تاکہ وہ نوجوانوں کے نفسیاتی پیچ و خم کو سمجھ کر انہیں دین کی آفاقیت سے روشناس کرا سکے (رضوان، 2021؛ عثمانی، 2019)۔

i. سوالات کا احترام اور عقلی اطمینان

جدید نوجوان سوال کرتا ہے اور وہ تقلیدِ محض کے بجائے دلیل چاہتا ہے۔ قرآنی اسلوب بار بار "*أَفَلَا تَعْقِلُونَ* "(کیا تم عقل نہیں رکھتے؟) اور "*أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ* "(کیا تم غور نہیں کرتے؟) کہہ کر انسان کو سوچنے کی دعوت دیتا ہے۔ داعیانِ دین کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کے شکوک و شبہات کو کفر یا بے ادبی قرار دے کر دبانے کے بجائے انہیں تحقیق اور کھلے مکالمے کی دعوت دیں (اصلاحی، 2005)۔

جب ہم سوال کو دباتے ہیں تو ہم دراصل مخاطب کے اندر فکری بغاوت پیدا کرتے ہیں۔ قرآن نے تو کفار اور ملحدین کے سوالات کو بھی نقل کیا اور ان کے منطقی جوابات دیے۔ نفسیاتی طور پر جب نوجوان کی عقل مطمئن ہوتی ہے، تو اس کا دل ایمان کے لیے خود بخود کھل جاتا ہے۔ داعی کو چاہیے کہ وہ جدید سائنسی اور فلسفیانہ اعتراضات کا مطالعہ کرے تاکہ وہ قرآنی آیات کی روشنی میں ان کے مدلل جوابات دے سکے۔ یہ "عقلی اپروچ "نوجوان کے ایمان کو اندھی

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

تقلید سے نکال کر بصیرت اور یقین کے درجے پر فائز کر دیتی ہے، جو کہ موجودہ الحادی لہر کے سامنے ایک مضبوط ڈھال ثابت ہوتی ہے (ابنِ عاشور، 1984؛ گیلانی، 2012)۔

ii. بصری کشش اور متاثر کن نمونہ (Modeling)

نوجوان الفاظ سے زیادہ عمل اور بصری اثرات (Visual Impacts) سے متاثر ہوتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر ایسے "انفلوائنسرز" (Influencers) کی ضرورت ہے جو اسلام کو ایک بورنگ یا قدیم مذہب کے بجائے ایک متحرک، جدید اور انسان دوست نظامِ زندگی کے طور پر پیش کریں۔ یہیں سے "کردار کی دعوت" کا آغاز ہوتا ہے، جو کہ زبان کی دعوت سے کہیں زیادہ پُراثر ہے (سعید، 2015)۔

نفسیات میں "Modeling" ایک ایسا عمل ہے جس میں انسان کسی دوسرے کے طرزِ عمل کو دیکھ کر اسے اپناتا ہے۔ اگر نوجوان مبلغین کو خوش اخلاق، کامیاب، اور جدید دنیا کے تقاضوں سے ہم آہنگ دیکھیں گے، تو وہ دین کی طرف زیادہ مائل ہوں گے۔ قرآن نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو "اسوہ حسنہ" قرار دیا ہے جو کہ عملی نمونے کی بہترین مثال ہے۔ سوشل میڈیا پر ہمیں ایسے مواد کی ضرورت ہے جو اعلیٰ اقدار کو بصری خوبصورتی کے ساتھ پیش کرے۔ جب ہم اخلاق، خدمتِ خلق اور دیانتداری کو ایک "کول (Cool)" اور پرکشش طرزِ زندگی کے طور پر دکھائیں گے، تو نوجوانوں کی نفسیات خود بخود اسے قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائے گی (مودودی، 1973)۔

ذہنی صحت اور قرآنی ابلاغ کا تعلق

آج کا انسان مادی طور پر خوشحال ہونے کے باوجود باطنی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ بے چینی (Anxiety)، ڈپریشن اور تنہائی دورِ حاضر کے وبائی امراض بن چکے ہیں۔ اس صورتحال میں قرآنی پیغام کو ایک "تھراپی" کے طور پر پیش کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے تاکہ انسانیت کو اس نفسیاتی کرب سے نجات مل سکے (رضوان، 2021)۔

i. روحانی تھراپی اور قرآنی آیات

قرآن مجید نے خود کو "شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ" (دلوں کے امراض کی شفاء) قرار دیا ہے۔ دعوتی پیغام میں اگر نفسیاتی سکون اور روحانی علاج کے پہلو کو اجاگر کیا جائے، تو یہ عصری انسان کی سب سے بڑی ضرورت کو پورا کرے گا۔ توکل (اللہ پر بھروسہ) انسان کو مستقبل کے خوف سے نجات دلاتا ہے، جبکہ صبر اور رضا بالرضا اسے ماضی کے پچھتاووں سے نکالتے ہیں (عثمانی، 2019)۔

ایک داعی جب ان تصورات کو جدید نفسیاتی اصطلاحات میں پیش کرتا ہے، تو وہ لوگوں کے لیے نہ صرف ایک مذہبی رہنما بلکہ ایک "مینٹل ہیلتھ مینٹر (Mental Health Mentor)" بن جاتا ہے۔ قرآن کی آیات میں ایسی اثر پذیری ہے جو انسانی اعصاب کو پرسکون کرتی ہے۔

مثلاً:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (سورہ الرعد: 28)

"سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔"

جب ہم نماز کو 'مراقبہ (Meditation)' اور ذکر کو 'مثبت اثبات (Positive Affirmation)' کے طور پر متعارف کراتے ہیں، تو جدید ذہن اسے فوری قبول کرتا ہے۔ ہمیں یہ بتانا ہوگا کہ دین محض بوجھ نہیں بلکہ ذہنی سکون حاصل کرنے کا ایک مکمل طریقہ کار ہے۔ اس طرح قرآنی ابلاغ عصری انسان کے زخموں پر مرہم رکھتا ہے اور اسے ناامیدی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر امید کی روشنی کی طرف لے آتا ہے (سعید، 2015؛ ندوی، 2018)۔

نتائج اور سفارشات

"عہدِ حاضر کے ابلاغی چیلنجز اور قرآنی اسلوبِ دعوت" کے اس تفصیلی مطالعے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ابلاغی میدان میں کامیابی محض ٹیکنالوجی کی مرہونِ منت نہیں بلکہ اس کے پیچھے کارفرما نفسیاتی بصیرت اصل قوت ہے۔ قرآن مجید کا حکیمانہ اسلوبِ دعوت آج کے ڈیجیٹل دور کے تمام منفی اثرات کا توڑ پیش کرتا ہے۔ اس تحقیق کی روشنی میں درج ذیل تزویراتی (Strategic) سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

بصری اور سمعی مواد کی تیاری میں سرمایہ کاری: داعیانِ دین اور اسلامی اداروں کو چاہیے کہ وہ اعلیٰ معیار کے ویڈیو پروڈکشن، موشن گرافکس اور پوڈ کاسٹ اسٹوڈیوز قائم کریں تاکہ قرآنی پیغام کو جدید ترین بصری زبان میں پیش کیا جا سکے۔

نفسیاتی فہم کی تربیت: مبلغین اور اساتذہ کے لیے "ابلاغی نفسیات" (Psychology of Communication) کے کورسز لازمی قرار دیے جائیں تاکہ وہ مخاطب کے ذہنی پس منظر اور "توجہ کے دورانیے" کی نزاکتوں کو سمجھ کر بات کر سکیں۔

ڈیجیٹل لٹریسی اور اخلاقی مہمات: سوشل میڈیا پر "تبین" (تحقیق) کی مہمات چلائی جائیں تاکہ مسلمانوں میں معلومات کو پرکھنے کا شعور پیدا ہو اور وہ نادانستہ طور پر جھوٹے پروپیگنڈے کا حصہ نہ بنیں۔

نوجوانوں کے لیے مخصوص پلیٹ فارمز: نوجوانوں کے ذہنی سوالات اور نفسیاتی الجھنوں کے لیے مخصوص "کاؤنصلینگ ڈیسک" اور ڈیجیٹل فورمز بنائے جائیں جہاں وہ بغیر کسی خوف کے اپنی بات کہہ سکیں اور مستند رہنمائی حاصل کر سکیں۔

مصنوعی ذہانت کا مثبت استعمال: اسلامی علوم کے مستند ڈیٹابیس پر مبنی اے آئی ٹولز تیار کیے جائیں جو سائلین کو قرآن و سنت کی روشنی میں فوری اور متعلقہ جوابات فراہم کر سکیں، اس طرح "انفرادی دعوت" کے دائرے کو عالمی سطح پر پھیلایا جا سکتا ہے۔

قرآنی اسلوبِ دعوت کی بنیاد محبت، حکمت اور سچائی پر ہے۔ اگر ہم جدید ابلاغی وسائل کو ان قرآنی اصولوں کی روح کے ساتھ استعمال کرنا سیکھ لیں، تو ہم نہ صرف عصرِ حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ کر سکتے ہیں بلکہ دنیا کو ایک ایسی فکری اور روحانی روشنی فراہم کر سکتے ہیں جس کا وہ شدت سے انتظار کر رہی ہے۔ یہ سفر محض ٹیکنالوجی کا نہیں بلکہ دلوں کو جیتنے اور ذہنوں کو روشن کرنے کا سفر ہے، اور اس سفر کی واحد محفوظ شاہراہ "قرآنی منہجِ دعوت" ہی ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

حوالہ جات

1. ابنِ عاشور، محمد الطاہر۔(1984)۔التحریر والتنویر۔تونس:الدار التونسیہ للنشر۔جلد:14،ص:125-130؛جلد:15،ص:36-40
2. اصلاحی،امین احسن۔(2005)۔تدبرِ قرآن۔لاہور:فاران فاؤنڈیشن۔جلد:4،ص:152-160؛جلد:8،ص:45-52
3. اصلاحی،امین احسن۔(1991)۔مبادیِ تدبرِ قرآن۔لاہور:فاران فاؤنڈیشن۔ص:85-94
4. رضوان،ڈاکٹر محمد۔(2021)۔ڈیجیٹل میڈیا اور انسانی نفسیات۔کراچی:علمی پبلیکیشنز۔ص:45،112-118
5. سعید،احمد۔(2015)۔دعوتِ دین کے اسالیب۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان۔ص: 210-225
6. عثمانی،مفتی محمد تقی۔(2019)۔توضیح القرآن(آسان ترجمہ قرآن)۔کراچی:مکتبہ معارف القرآن،ص:1020
7. عثمانی،مفتی محمد تقی۔(2010)۔علوم القرآن۔کراچی:مکتبہ معارف القرآن،ص:34-42
8. غزالی،محمد۔(2005)۔خلق المسلم(اردو ترجمہ:اخلاقِ مسلم)۔لاہور:اسلامی پبلیکیشنز،ص:178-185)
9. گیلانی،سید مناظر احسن۔(2012)۔تفسیرِ سورہ حجرات:ابلاغی اصول۔لاہور:مجلسِ نشریاتِ اسلام،ص:45-60
10. مودودی،سید ابوالاعلیٰ۔(1973)۔تفہیم القرآن۔لاہور:ادارہ ترجمان القرآن،جلد:5،ص:140-145
11. ندوی،سید سلمان حسنی۔(2018)۔عصرِ حاضر میں دعوت کے تقاضے۔لکھنؤ:مجلسِ صحافت ونشریات،ص: 90-105
12. سعدی،شیخ عبدالرحمٰن۔(2002)۔تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان۔بیروت:مؤسسہ الرسالہ،ص:448،802